ماضی کے جھروکوں سے
محترم محمد حسن چغتائی

رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ

تین صد۳۰۰ اچھوتوں نے بیک وقت اُنکے ہاتھ پر اِسلام قبول کیا

لدھیانہ کے مشہور علمی ادبی خاندان کی خصوصیات میں دو کارنامے ایسے ہیں کہ پُورے برصغیر میں اُن کا کوئی ثانی نہیں۔ انگریز کے خلاف جہاد کا فتویٰ، اور مرزا قادیانی کی تکفیر و ارتداد پر مہر کا اثبات۔

اس خاندان میں بیسویں صدی کے اوّل نصف میں مولانا حبیب الرحمٰنؒ کا نامِ نامی و اسم گرامی اہم خصوصیات کا حامل ہے۔ وہ ایک حق گو، بہادر، اور زیرک عالمِ دین تھے۔ انہوں نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز تحریکِ خلافت سے کیا پھر جمعیۃ العلماء ہند کی برپا کردہ تحریکوں میں شامل رہے۔ اور بالآخر ۱۹۲۹ء میں مجلسِ احرارِ اسلام ہند کی بنیاد پڑنے پر اُس کے بانی اور فعال رہنماؤں میں شامل تھے۔ اور ۱۹۳۱ء سے ۱۹۴۵ء تک مجلسِ احرارِ اسلام کی مرکزی صدارت کے عہدہ پر متمکن رہے۔ متعدد بار جیل یاترا کی —— اور آخری بار مجلسِ احرارِ اسلام کی فوجی بھرتی کی مخالفانہ تحریک میں ۱۹۴۰ء سے ۱۹۴۵ء تک فرنگی حکمرانوں اور سردار خان بہادروں کے غصّہ کا شکار ہو کر پابندِ جیل رہے۔ یہاں تک ظلم روا رکھا گیا کہ باوجود پیرانہ سالی کے سردیوں میں دھرم سالہ جیل اور گرمیوں میں منٹگمری جیل میں ڈالدیا گیا اور وہ سختیوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے کرتے کئی امراض کا شکار ہو گئے۔

آپ کی فراست کا ایک واقعہ پچھلے دِنوں میں نے ایک مجلس میں بیان کیا تو اس کے شرکاء میں سے صاحب الرائے اصحاب کا تقاضا ہُوا کہ اسے شائع ہونا چاہیئے۔ تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس سے مستفیض ہو سکیں۔

برصغیر کی تاریخِ آزادی میں مہاتما گاندھی کا نام انڈین نیشنل کانگریس کے سربراہ کی حیثیت سے

کسی سے پوشیدہ نہیں وہ بظاہر ہندوستان میں بسنے والی تمام قوموں سے ہمدردی رکھنے کی صلاحیت کے مالک سمجھے جاتے تھے۔ جبکہ دراصل اُنہیں اپنی ہندو جاتی کی فوقیت کا خبط تھا۔ ہندوستان میں صدیوں سے اچھوت قوموں کا وجود چلا آتا تھا۔ جن سے عام ہندو اور بالخصوص برہمن جانوروں سے بدتر سلوک کرتے چلے آرہے تھے سن ۱۹۳۰ء کے بعد ہندوستان کے انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہونے کی منزل قریب آتی ہوئی دکھائی دی تو گاندھی جی کے دل میں معاً اچھوتوں سے ہمدردی کا جذبہ چٹکیاں لینے لگا۔ اور ہندوؤں کو اُن سے برادرانہ سلوک کا درس دینے لگے۔ جس سے اُن کا مقصد محض یہ تھا کہ ہندو جاتی کے ووٹوں میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو جائے۔ جبکہ عیسائی پادری، آریہ سماجی پنڈت اور سکھوں کے گرو اچھوتوں کو اپنے اپنے مذہب کی دعوت دینے میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے کی فکر میں تھے۔ اسی طرح سے بعض مسلمان علماء نے بھی اس مقصد کے تابع کئی ایک تنظیمیں بنا رکھی تھیں۔ جن میں "تبلیغ اسلام انبالہ" کا نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ جبکہ امیر شریعتؒ اور اُن کے جگر دار ساتھیوں کی تقاریر اور عملی اقدامات سے متاثر ہو کر بعض اچھوتوں کے قبولِ اسلام کے واقعات بھی پیش آتے رہے ہے —— اس سلسلہ میں حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ کا ایک واقعہ بہت مشہور ہے جس میں تین صد اچھوت افراد کا بیک وقت قبولِ اسلام کا کارنامہ انجام پایا۔

مولانا موصوف اپنے جماعتی پروگرام کے سلسلہ میں اسٹیشن جالندھر سے گزر رہے تھے۔ ٹرین کے رُکنے پر کسی ضرورت کے لئے پلیٹ فارم پر اُترے۔ تو جالندھر کی اچھوت آبادی کے ایک نواحی چک میں عیسائی۔ مسلم۔ سکھ اور آریہ سماجی مبلّغین کے اُسی روز کے ایک تبلیغی اجتماع کا اشتہار اُن کی نظر پڑا۔ جس پر آپ نے اپنا پروگرام ملتوی کر دیا۔ اور اس چک کی جانب فی الفور روانہ ہو گئے۔ اس اجتماع کا پس منظر یہ تھا کہ اس چک کے اچھوتوں میں سے دو تین نوجوان کچھ لکھ پڑھ گئے تھے۔ جبکہ ان دنوں مختلف مذاہب کے مبلّغین اس چک میں آ جا رہے تھے۔ ان تعلیم یافتہ نوجوان نے سب مبلّغین اور مشنریوں سے یہ کہا کہ ہم کسی نہ کسی مذہب کو قبول کر کے انسانوں جیسی زندگی بسر کرنے کے ضرورت خواہش مند ہیں۔ لیکن ہم چاہتے ہیں کہ سبھی مذاہب کے مبلّغین بیک وقت اپنے اپنے مذاہب کے خصائص اور اعتقادات سے ہمیں آگاہ کریں تاکہ ہم موازنہ کر کے کسی مذہب کو قبول کر لیں۔ اس تحریک پر اجتماع کا انتظام ہوا تھا۔

مولانا جب چک میں پہنچے تو جلسہ جاری تھا۔ اور ایک عیسائی مشنری اس وقت بیان کر رہا تھا۔ مسلمانوں

کی طرف سے سٹیج پر مولانا محمد بخش مسلم مرحوم اور اُن کے دو تین ساتھی موجود تھے۔ اسی طرح سے ہندو۔ سکھ، عیسائی مبلغین اور مشنری بھی اسٹیج پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جو لوگ مولانا کو جانتے تھے، وہ مولانا کو دیکھ کر اُنکی طرف بھاگے اور اسٹیج پر لانا چاہا لیکن مولانا نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا کہ: "میں تو اپنے اُن بھائیوں کے پاس بیٹھوں گا۔ جو اس اجتماع کے منتظم ہیں"۔ یہ کہہ کر اچھوتوں کے مجمع پر نگاہ دوڑائی۔ پھر جہاں غلیظ ترین اور شکل و صورت کے قبیح ترین اشخاص کو بیٹھے دیکھا۔ اُن کے درمیان جا کر بیٹھنے لگے۔ تو وہ بیچارے اپنے آپ کو گھٹیا مخلوق سمجھتے تھے۔ اِدھر اُدھر سمٹنے لگے۔ لیکن مولانا نے سب کو پکڑ پکڑ کر اپنے اِرد گرد اس طرح بٹھا دیا کہ وہ مولانا سے چمٹے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ تھوڑی دیر میں نشست ختم ہوئی تو مولانا کی مسلمان علماء کرام اور دیگر مذاہب کے مشنریوں سے ملاقات ہوئی۔ معلوم ہوا کہ اب دوسرے اجلاس میں جو تھوڑی دیر میں منعقد ہوگا صرف مسلمان مبلغین کی تقاریر ہوں گی۔ جبکہ باقی سب مذاہب کے مشنری پہلے اجلاس میں اپنے اپنے مذاہب کی خصوصیات بیان کر چکے ہیں۔ مولانا محمد بخش مسلم مرحوم نے از خود ہی مولانا کو فرمایا کہ سب سے پہلے آپ کا خطاب ہوگا۔ چنانچہ دوسرے اجلاس کی رسمی کارروائی کے بعد مولانا کا خطاب شروع ہوا۔ مولانا نے مختصر خطبہ پڑھنے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل دُنیا کے حالات پر کچھ روشنی ڈالی اور پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دَور کا نقشہ کھینچنا شروع کیا۔ معاً تقریر کے دَوران فرمایا کہ مجھے پیاس لگی ہے جس پر مسلم پانی۔ ہندو پانی۔ عیسائی پانی والے سبھی دوڑنے لگے۔ کہ پانی لاکر مولانا کو پلائیں۔ لیکن مولانا نے ان سب کو روک دیا۔ اور کہا کہ بھائی میں جن لوگوں کا مہمان ہوں اُن کے ہاں سے پانی پیوں گا۔ لیکن اچھوت لوگ تو سہمے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے اور سوچ رہے تھے کہ کون پانی پلائے۔ اس دَوران میں مولانا نے مجمع میں بیٹھے ہوئے ایک غلیظ ترین کالے کلوٹے شخص کی طرف اشارہ کر کے اُسے اپنے پاس بُلایا۔ اور اُن کے دُور رکھے ہوئے ایک میلے کچیلے سے مٹکے کی طرف نگاہ کر کے اس کو کہا کہ بھائی مجھے اپنے ہاں سے پانی لاکر پلاؤ ۔ ——— اس نے وہاں جا کر ایک میلی کچیلی مٹی کی ٹھوٹی میں پانی لیا ——— اور اس انداز سے سٹیج کی طرف بڑھا کہ اُس کے پاؤں بلکہ پورا جسم کانپ رہا تھا۔ اور کانپتے ہاتھوں سے ٹھوٹی مولانا کی طرف بڑھا دی۔ مولانا نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور کہا کہ: "بھائی میں نے تمہیں زحمت دی ہے کافی دُور سے پانی لائے ہو۔ گرمی کا وقت ہے تمہیں بھی پیاس لگ رہی ہوگی۔ تھوڑا سا پانی خود پی لو "۔ یہ سُن کر وہ اس قدر کانپا ——— قریب تھا کہ

ٹھوٹی اس کے ہاتھ سے گر پڑے۔ کہنے لگا : "مہاراج میرا جھوٹا آپ کس طرح پئیں گے۔" مولانا نے فرمایا : "بھائی تم میری طرح انسان ہو، کوئی خوف نہ کرو۔" بہرحال ڈرتے ڈرتے اس نے ایک گھونٹ پانی پی لیا۔ تو مولانا نے اس کے ہاتھ سے ٹھوٹی لے لی۔ اور اس کو اسٹیج پر موجودہ عیسائی، آریہ سماجی، سکھ مشنریوں کو باری باری پیش کر کے کہا کہ : "بھائی آپ کو بھی پیاس لگ رہی ہوگی۔ تھوڑا تھوڑا پی لیں۔ تو باقی میں پی لوں گا۔" جس پر سب نے معذوری کا اظہار قریباً ایک ہی جیسے ملتے جلتے الفاظ میں اس طرح کیا کہ : " اس میں تو جراثیم ہوں گے، یہ تو جھوٹا ہے، برتن بہت خراب ہے۔ ایک ملیچھ کا اس کو ہاتھ لگ گیا ہے۔ ہم تو بیمار ہو جائیں گے۔ ہمارا دھرم بھرشٹ ہو جائے گا وغیرہ " ـــــ جب سب کی طرف سے ٹکا سا جواب ملا، تو مولانا نے خود بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر ایک گھونٹ پی لیا اور الحمد للہ کہا ـــــ اور پھر باقی پانی مولانا محمد بخش مُسلم مرحوم کی طرف بڑھا دیا اور انہوں نے بھی جب پی لیا، تو مولانا مرحوم نے انسانیت کے مقام اور اسلامی مساوات کی تصویر کھینچتے ہوئے ارشادِ نبوی :

سؤر الانسان طاھرٌ وسؤر المؤمن شفاءٌ

(انسان کا جھوٹا پاک اور مؤمن کا جھوٹا شفا ہے۔) ـــــــــــ

کی سیر حاصل تشریح فرمائی ـــــ ابھی مولانا کی تقریر جاری تھی کہ وہ تین تعلیم یافتہ اچھوت نوجوان کھڑے ہو گئے۔ اور مولانا سے باادب مخاطب ہو کر عرض کیا کہ حضرت ہم نے سب مذاہب کے نمائندگان کی تقاریر سن لی ہیں۔ اور اب ہمیں نتیجہ پر پہنچنے کے لئے اپنی میٹنگ کرنی ہے۔ اس لئے جلسہ فی الحال ملتوی کر دیا جائے ہم ایک گھنٹہ کے اندر اندر فیصلہ کر کے اعلان کریں گے۔ چنانچہ جلسہ ملتوی ہونے پر انہوں نے اپنی میٹنگ منعقد کی۔ اور تھوڑی دیر بعد ان تینوں نوجوانوں نے اپنے چند مُعمر بزرگوں کے ہمراہ سٹیج پر نمودار ہو کر یہ اعلان کیا کہ " تمام مذاہب کے سکالرز کی تقاریر پر ہم نے غور کیا۔ اور ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ اسلام ہی وہ دین ہے جس میں دنیا اور آخرت کی بھلائی مُضمر ہے" ـــــ جس پر "اسلام زندہ باد" کے نعرے بلند ہوئے۔ علماء کرام نے سب کو کلمہ کی تلقین فرمائی۔ اور اس طرح سے بیک وقت تین صد افراد جس میں مرد عورتیں اور بچے شامل تھے، مُشرّف بہ اسلام ہوئے۔